جدید مالیاتی سسٹم اور فقہ اسلامی

اسٹاک ایکسچینج پر اھل علم کی تحقیق

ذیل میں ہم جدید مالیاتی نظام کا ایک اہم شعبہ ''اسٹاک ایکسچینج'' کے موضوع پر فاضل علماء کی تحقیق کا ایک حصہ پیش کرنا چاہتے ہیں ''المباحث الاسلامیہ'' کی یہ کوشش ہوگی کہ اھل علم کی تحقیق افادہ عام کے لئے سامنے آسکے۔

مولانا مجاہدالاسلام قاسمی کی تحقیق:۔

سٹاک ایکسچینج ایک پرائیویٹ ادارہ ہوتا ہے جو حکومت کی اجازت وسرپرستی کے ساتھ کمپنیوں کے شیئرز کی خرید وفروخت کا کام کرتا ہے لیکن سٹاک ایکسچینج اپنی کمپنیوں کے شیئرز کا کاروبار کرتا ہے جو قابل اعتماد ہوں اور کچھ نہ کچھ ساکھ رکھتی ہوں جن کمپنیوں کے شیئرز کی خرید وفروخت سٹاک ایکسچینج میں ہوتی ہے ان کو (Listed Componies) کہتے ہیں ایسی کمپنیوں کے شیئرز کی خرید وفروخت اسٹاک ایکسچینج میں بھی ہوسکتی ہے۔ اور ''اوورڈی کاؤنٹر'' بھی ہوسکتی ہے۔ کسی کمپنی کا لسٹنگ کبھی اس کے وجود میں آجانے کے بعد ہوتی ہے کبھی کمپنی منظور ہونے کے بعد اس کے کاروبار شروع ہونے سے پہلے کبھی شیئرز فلوٹ ہونے سے بھی پہلے کمپنی کی لسٹنگ ہوجاتی ہے اس کو عبوری لسٹنگ کہتے ہیں اس کا کاونٹر بھی الگ ہوتا ہے جن کمپنیوں کے شیئرز اسٹاک ایکسچینج نہیں لیتا ہے ان کو (Unlited Companies) کہتے ہیں ان کے شیئرز کی خرید وفروخت اوورڈی کاونٹر ہی ہوسکتی ہے اسٹاک ایکسچینج میں نہیں ہوسکتی۔

ممبرشپ:۔

اسٹاک ایکسچینج میں ہر شخص شیئرز کی خرید وفروخت کا کام نہیں کرسکتا اس کے لئے ممبر ہونا ضروری ہے ممبر شپ کی فیس بھی ہوتی ہے ممبر ہونا اس لئے ضروری ہے کہ سٹاک ایکسچینج میں شیئرز کا کاروبار بہت وسیع، نازک اور فنی نوعیت کا ہوتا ہے وہاں مخصوص اصطلاحات ہوتی ہے۔ ایک نیانا تجربہ کار شخص کاروبار میں غلطی بھی کرسکتا ہے اور ادارہ وہاں ہونے والے تمام معاملات میں ادائیگیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے لہٰذا ادارہ ہر شخص کو خرید وفروخت کی اجازت دے کر اس کے معاملات کا ذمہ دار نہیں بننا چاہتا اس لئے ممبر ہونا ضروری قرار دے دیا گیا ہے۔

اسٹاک ایکسچینج میں دلالی:۔

اسٹاک ایکسچینج کے ممبر اپنے لئے بھی شیئرز خریدتے ہیں اور بحیثیت دلال کمیشن لے کر دوسروں کے لئے بھی خریدتے ہیں۔ غیر ممبر کو شیئرز خریدنے ہوں تو وہ کسی دلال کے واسطے سے خریدتا ہے۔ شیئرز خریدنے کے لئے دلال کو آرڈر دینے کی تین صورتیں ہیں۔

1: مارکیٹ آرڈر:۔ (Markeet Order)

یعنی ایسا آرڈر جس میں دلال سے یہ کہہ دیا گیا ہو کہ مارکیٹ میں جو ریٹ ہو اس پر فلاں کمپنی کے شیئرز خریدے جائیں۔

2: لمیٹڈ آرڈر:۔(Limited Order)

یعنی ایک قیمت مقرر کر کے آرڈر دیا جائے کہ اگر قیمت پر شیئرز مل جائیں تو لے جائیں اس سے زیادہ قیمت پر نہ خرید لے جائیں۔

3: سٹاپ آرڈر:۔(Stop Order)

یعنی شیئرز کا مالک اپنے شیئرز کی بیع کا مشروط آرڈر دیتا ہے کہ اگر اس کی قیمت بحال رہے یا بڑھتی رہے تو شیئرز نہ بیچنا اور اگر قیمت گرنے لگے تو بیچ دینا۔(اسلام اور جدید معیشت وتجارت واضافہ از ادارہ: صفحہ ۷۰،۷۱)

مولانا محمد تقی آمینی کی تحقیق:۔

مولانا محمد تقی آمینی صاحب اپنے کتاب اسلام اور جدید دور کے مسائل میں اس طرح وضاحت فرماتے ہیں کہ اسٹاک ایکسچینج پر خرید وفروخت درج ذیل وجوہات کے بناء پر ناجائز ہے۔

ا: کمپنی کے ڈائریکٹر ومنیجر حصہ داروں کے آمین اوران کے مفاد کے محافظ ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ بھی دھوکہ دے کر حصہ داروں سے ناجائز فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

ب: کمپنی کے اندرونی حالت سے جن کو زیادہ واقفیت ہوتی ہے وہ فرضی طور پر خرید کر کے یا احتکار وتحمل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرتے ہیں جس سے دوسرے حصہ داروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

ج: حصص کی منتقلی میں چونکہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد شریک ہوتی ہے اس بناء پر حق تلفی، دھوکہ دہی اور ناجائز استحصال وغیرہ کو کاروباری حلقہ میں برانہیں سمجھا جاتا۔

د: حصص کی انتقال پذیری کی توقع (بالواسطہ) مستقبل کے تخمینی کاروبار کو فروغ دیتی اور تمسک کے صرافوں کو جنم دیتی ہے جن کے اثرات نہایت دوررس اور ہمہ گیر ہوتے ہیں۔

ر: حصص پر نفع کی مذکورہ تقسیم بعض صورتوں میں جہالت پیدا کرتی اور بعض میں حق تلفی کا باعث بنتی ہے جیسا کہ ترجیحی کی بعض شکلوں میں ہوتا ہے۔

س: بار بار حصص کی منتقلی سے اخلاقی حس کو ٹھیس پہنچتی ہے اور اجتماعی مفاد مجروح ہوتا ہے۔

ص: تمسکات کے مالک صرف نفع میں شریک ہوتے ہیں "سود" کے مستحق ہوتے ہیں نقصان سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ط: تمسکات کی خرید وفروخت کرنے والے ہر وقت ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش میں رہتے ہیں اوران کی قمار بازی میں بہت کچھ غیر پیداواری محنت صرف کرتے ہیں جس کو ماہرین معاشیات نے چوری کرنے اور بھیک مانگنے والوں کی محنت سے تشبیہ دی ہے۔

ع: یہ کاروبار چند چالاک وچالباز قسم کے دلالوں میں محدود ہو گیا ہے جس کمیشن حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے غلط شہرت جائز وناجائز

سے دریغ نہیں کرتے سٹاک ایکسچینج کی مذکورہ چار صورتوں کو نہ سٹہ بازی سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے اور نہ بعض صورتوں میں خرابی کی کمی وبیشی سے ان کے جواز کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

سوالنامہ میں مذکورہ چار صورتیں ناجائز ہیں:۔

مزید وضاحت کے لئے چاروں کی تفصیل یہ ہے پہلی، دوسری صورت میں حصص کی منتقلی واخلاقیات کے مجروح ہونے کی عام خرابیاں پائی جاتی ہے، تیسری صورت ایک خاص قسم کی جہالت بھی پائی جاتی ہے وہ یہ کہ مطلوبہ قسط کی ادائیگی اور فروخت سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل ہوگئی اور واپسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی پھر یہ پتہ نہیں چلتا کہ معاہدہ کی تکمیل کے لئے صرف درخواست اور مطلوبہ قسط کی ادائیگی کافی ہے۔ یا اس کے بعد میٹنگ اور فیصلہ بھی ضروری ہے اگر درخواست اور مطلوبہ قسط کی ادائیگی سے معاہدہ کی تکمیل ہوگئی ہے تو اس کا توڑنا محض اضافہ قیمت میں کمی کی وجہ سے ناجائز ہے اور اگر معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی ہے تو قیمت چڑھتے ہی فروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح تکمیل معاہدہ کے بغیر مطلوبہ قسط پر نفع کمانا جائز نہیں اور تکمیل معاہدہ کے بعد قسط کی واپسی درست نہیں (غالباً سوالنامہ میں خاص صورتوں کا لحاظ کیا گیا ہے ورنہ تمام صورتوں میں قسط کی واپسی نہیں ہوتی ہے) چوتھی صورت میں زید اکثر ڈائریکٹر، منیجر اور کوئی ماہر شخص ہوتا ہے جو کاروبار کی اندرونی حالت سے واقفیت کی بناء پر اپنے دلائل سے خریدنے کے لئے کہتا ہے اگر ایسی بات ہے تو بددیانتی اور دوسروں کی حق تلفی لازم آتی ہے۔ پھر اس صورت میں دلال کی حیثیت اور اس کے اختیارات واضح نہیں جس سے جہالت پیدا ہوتی ہے چنانچہ زید نے دلال سے قرض کی آدائیگی کو مزید 15 یوم تک ملتوی کرنے کے لئے کہا تھا جب اس نے ''بنک'' سے سودی قرض لے کر ادائیگی کردی اگر دلال کے اس تصرف کو جائز تسلیم کیا جائے تو ایک معاملہ میں دو معاملہ کرنا لازم آجائے گا جیسا کہ بعد کی ہدایت سے ظاہر ہوتا ہے اور اگر اس تصرف کو ناجائز تسلیم کیا جائے تو فروخت کی صورت میں ایک ایسی شئی پر نفع کمانا لازم آئے گا جو اپنے قبضہ اور ضمان میں نہیں ہے سود کا معاملہ ان سب کے ماسوا ہے۔ غرض چند در چند پیچیدگیوں اور خرابیوں کی وجہ سے خرید وفروخت کی مذکورہ شکلوں کی اسلامی معاملات ومبادلات میں گنجائش نہیں ہے۔

ناجائز ہونے میں اخلاقی وروحانی نقصان کو مدار بنایا گیا ہے:۔

شراب اور جوئے کی طرح سٹہ بازی اور حصص کی خرید وفروخت میں بھی کچھ فوائد بیان کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اسلام میں گنجائش نکالنے کی کوشش ہوتی ہے مثلاً

ا: ماہر سٹہ بازوں کی موجودگی سے مارکیٹ میں مقابلہ کی صورت قائم رہتی ہے جس سے ہوشیار خریدار (مارکیٹ کا بھاؤ کم رکھ کر اور کم قیمت پر مال خرید کر) ناواقف بیچنے والوں کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

۲: سٹہ بازی کی قیمتوں سے تعداد میں مدد ملتی ہے کیونکہ حاضر بازار کی قیمتیں وعدہ بازار کی قیمتوں سے متاثر ہوتی ہے۔

۳: سٹہ باز قومی خدمت انجام دیتے ہیں کیونکہ وہ صحیح طور پر بازار کا اندازہ لگاتے اور بھاؤ کے اتار چڑھاؤ میں تناسب قائم رکھتے ہیں لیکن

یہ فوائد مادی وجسمانی ہیں جب کہ جواز وعدم جواز کے بارے میں اخلاقی وروحانی فوائد ونقصان کو مدار بنایا گیا ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے مادی فوائد کے مقابلہ میں مادی نقصان کا پلہ بھی بھاری ہے:۔

پھر اسلام میں گنجائش کے لئے جن مادی فوائد کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے مقابلے میں مادی نقصانات کم درجہ کے نہیں ہیں مثلاً،،

1: سٹہ بازی کی وجہ سے بھاؤ کے اتار چڑھاؤ کے نقصانات ہر وقت کار فرما رہتے ہیں اور ایک رجحان کو غالب کرنے کے لئے ہر قسم کے صحیح وغلط طریقے استعمال کرنے ناگزیر ہوتے ہیں چنانچہ بھاو کا اتار چڑھاؤ کرنے والے بڑے بڑے گروہ بنائے جاتے ہیں۔تھوڑے سرمائے سے زیادہ فائدہ کی امید دلا کر نئے لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی غلط افواہیں پھیلائی جاتی ہیں۔

2: وعدہ بازار کی قیمتیں دلالوں کی خدمت کے معاوضہ اور سٹہ بازوں کے منافع سے متاثر ہو کر متعین ہوتی ہیں اس لئے یا تو مال پیدا کرنے والوں کو نقصان ہوتا ہے کہ ان کو اس قیمت سے کم قیمت ملتی ہے جو سٹہ بازوں اور دلالوں کی غیر موجودگی میں ملتی، یا مال کھپت کرنے والوں کو نقصان ہوتا ہے۔کہ ان کو اس قیمت سے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے جو وہ سٹہ بازوں اور دلالوں کی غیر موجودگی میں ادا کرتے

3: قومی خدمت کی بات اس بناء پر کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ سٹہ باز صحیح وغلط دونوں قسم کے اندازے لگاتے ہیں غلط اندازہ کی صورت میں قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کا مسئلہ نہایت سنگین بن جاتا اور حصص خریدنے والوں کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے یہ نقصانات مارکیٹ کے لئے اس قدر پریشان کن ثابت ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے بسا اوقات اسٹاک ایکسچینج کی راہ سے سٹہ بازی کو ختم کرنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔مثلاً ۱۹۴۶ء اور اس سے کچھ پہلے کے انگلستان میں حصص کی خریداری کے لئے پوری قیمت کی نقد ادائیگی لازمی کردی گئی تھی جب کہ پہلے اپنے دلال کی قیمت کا کچھ حصہ دے کر خریداری کی جاسکتی ہے اسی طرح ۱۹۶۹ء کے ہندوستان میں (اسٹاک ایکسچینج میں)وعدہ کی سودہ بازی پر پابندی لگا کر بحران دور کرنے کی کوشش ہورہی ہے وغیرہ۔

اسلامی حکومت میں دو متبادل انتظام ہیں:۔

3: اسلامی حکومت میں حصص کی خرید وفروخت کے دو متبادل انتظام ہیں۔

(الف) وہ جس میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں باقی رہتی ہیں۔

(ب) وہ جس میں کمپنیاں بڑے کاروبار کے لئے ختم کردی جاتی ہیں۔

ترقی یافتہ ممالک کے لئے متبادل انتظام:۔

1: جس انتظام میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں باقی رہتی ہیں وہ ترقی یافتہ ممالک کے لئے ہیں جنہوں نے انفرادی ملکیت کے باوجود خود کفیل ہو کر اپنے معاشی مسائل بڑی حد تک حل کر لئے ہیں جیسے امریکہ وبرطانیہ وغیرہ۔

اس میں پیچیدگیوں اور خرابیوں کے دور کرنے کے بعد حصص کی خرید وفروخت کا سلسلہ جاری رہتا ہے چنانچہ جن راستوں سے پیچیدگیاں و

خرابیاں داخل ہوتی ہیں یہ ہیں:۔

1: کمپنی کے نظام کا واسطہ درواسطہ ہونا۔

2: بار بار حصص کی منتقلی۔

3: حصص کی تقسیم میں جہالت۔

4: تمسکات کا اجراء۔ 5: دلالوں کا پیشہ ور درمیانی طبقہ۔

ان راستوں کے بند کرنے کی تدبیریں یہ ہیں:۔

1: واسطوں کو کم کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ شرکت ومضاربت کی بنیادوں پر مشترکہ کمپنیوں کے لئے قواعد وضوابط مقرر کئے جائیں جس میں کسی ایک مسلک کی پیروی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر فقہی مسلک اور اصول وکلیات سے استفادہ کی گنجائش ہے نیز اجتہاد کے ذریعہ قوانین وضع کرنے کی اجازت ہے۔

2: حصص کی منتقلی کا نظام ختم کیا جائے کہ اس کے بغیر دوسروں کو حق تلفی اور ان کے ساتھ ظلم وزیادتی سے نجات ملنی مشکل ہے۔ یہ منتقلی مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے لوازم میں سے نہیں ہے کہ اس کے بغیر شکل نہ پاسکیں یا ان کا چلنا ناممکن ہو جائے بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ کمپنی کے حصہ دار اپنے کو مستقل طور پر کمپنی سے وابستہ کرلیں خواہ انہیں فائدہ ہو یا نقصان جیسا کہ ''شرکت'' میں ہوتا ہے۔

3: تقسیم کی جہالت دور کی جائے اسی طرح کے بڑے حصوں کو محدود سے محدود تر کردیا جائے اور مختلف قسم کے حصے بند کرکے زیادہ مقدار میں ایک قسم کے چھوٹے حصے جاری کئے جائیں تاکہ عوام کو زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔

4: تمسکات کا اجراء بند کردیا جائے کہ اس کے بغیر ادھار اور سود کا سلسلہ نہ ختم ہوسکے گا اس کے بجائے کاروباری اغراض کے لئے حکومت سرکاری خزانہ سے لوگوں کو قرض دے تاکہ وہ کمپنی کے کاروبار میں شرکت کرکے حصے خرید سکیں حکومت مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق اسی قرض کے نفع ونقصان دونوں میں کمی وبیشی کے ساتھ تقسیم کرکے شریک ہوسکتی ہے۔

5: دلالوں کا پیشہ ور درمیانی طبقہ ختم کیا جائے اگر کاروبار چلانے کے لئے کچھ مشیر کاروں کی ضرورت ہو تو ان کو قانونی واخلاقی ضابطوں کا زیادہ سے زیادہ پابند بنایا جائے۔

ان اصلاحات کے نافذ کرنے میں ابتداً دشواری ہوگی لیکن رفتہ رفتہ دشواری پر قابو پاکر معاشرتی زندگی کا نقشہ بدلا جاسکتا ہے جیسا کہ ہر اصلاحی وانقلابی تحریک میں ابتداً دشواری ہوتی ہے لیکن بعد میں راہیں ہموار ہوجاتی ہیں۔

غیر ترقی یافتہ ممالک کے لئے متبادل انتظام:۔

2: جس انتظام میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں بڑے کاروبار کے لئے ختم کردی جاتی ہیں وہ غیر ترقی یافتہ ممالک کے لئے ہیں جن میں اب تک نہ معاشی مسائل حل ہوئے ہیں اور نہ وہ اپنی ضروریات پوری کرنے میں خود کفیل ہوئے ہیں اس میں کمپنی کے ختم ہونے کے بعد

اگرچہ اونچے پیمانہ پر حصص کی خرید وفروخت کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے لیکن چھوٹے کاروبار کے لئے کمپنیوں کے ساتھ حصص کی خرید وفروخت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اسلامی حکومت میں مسئلہ ملکیت کی کوئی اہمیت نہیں ہے:۔

بدقسمتی سے ذرائع پیداوار کی تنظیم میں سب سے زیادہ اہمیت مسئلہ ملکیت کو دیدی گئی ہے جس کے غلط تصور نے ہمیشہ انسانیت سوز نتائج پیدا کئے ہیں اور آج بھی اس کی وجہ سے بہت سے ممالک میں ایک طرف بغیر ہاتھ پاوں ہلائے دولت وسامان عیش کے ناقابل تصور فراوانی ہے تو دوسری طرف محنت ومشقت کے باوجود ذلت ونکبت کی موت ہے یا ایک طرف ذرائع پیداوار پر چند افراد کا قبضہ ہے تو دوسری طرف ملک اس قدر محتاج ہے کہ معمولی معمولی چیزیں بھی اس میں تیار نہیں ہوتیں بلکہ باہر سے درآمد ہوتی ہیں ایسی حالت میں کم ازکم ''اسلام'' سے تو اس بات کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ مقصد (معاشی بدحالی دور کر کے خودکفیل ہونا) کونظرانداز کر کے ملکیت کی بحثوں میں الجھے گا یا اپنے انتظام کو کسی ایک تنظیم (انفرادی یا اجتماعی) میں محدود کر کے ''تنگی'' پیدا کرے گا۔

مقصد کے پیش نظر ذرائع پیداوار تین حصوں میں تقسیم ہوں گے:۔

چنانچہ مقاصد کے پیش نظر اسلامی حکومت میں انفرادی واجتماعی ملکیت دونوں کی اجازت ہوگی اور سردست حالات کے لحاظ سے ذرائع پیداوار درج ذیل حصوں میں تقسیم کردیئے جائیں گے،

1: وہ جن پر اجتماعی ملکیت ہوگی یعنی حکومت براہ راست انتظام کرے گی۔

2: وہ جن پر بتدریج اجتماعی ملکیت ہوگی۔

3: وہ جن پر انفرادی ملکیت ہوگی ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہیں۔

پہلے حصے کی تفصیل:۔

1: پہلے حصے میں نامزد کردہ بنیادی صنعتیں اور مثلاً درج ذیل چیزیں شامل ہوں گی۔

(الف) فولاد ولوہا:۔ اس میں کان، مشینی اوزار اور ڈھالنے کے لئے بڑی بڑی مشینیں سب شامل ہوں گے۔

(ب) اسلحہ جات:۔ اس میں دفاع سے متعلق صنعتیں شامل ہیں۔

(ج) برقی پلانٹ:۔ اس میں بجلی پیدا کرنے کی طاقت اور اس سے متعلقہ صنعتیں شامل ہیں۔

(د) اٹامک انرجی:۔ (ایٹمی طاقت)

(ر) کوئلہ کی کان: تارکول، پٹرول اور گیس کی صنعت

(س) خام میگنیز

(ص) جواہرات: سونا چاندی، تانبا، جست اور سیسہ

(ط) ہوائی، بحری اور ریلوے ٹرانسپورٹ

(ع) ٹیلیفون، ٹیلیگراف اور وائرلیس

(ف) کپڑوں کے مل بڑے کارخانے اور ڈاکخانے

دوسرے حصوں کی تفصیل:۔

2: دوسرے حصوں میں مثلاً یہ چیزیں شامل ہوں گی۔

(الف) المونیم اور ٹین کی صنعت
(ب) کائلہ سے کاربن بنانے کی صنعت
(ج) چھوٹے اوزار کے لئے چھوٹی مشینیں،
(د) رنگ سازی و پلاسٹک کی چیزیں۔
(ر) انگریزی دوائیں اور جراثیم کش دوائیں،
(س) روڈ ٹرانسپورٹ
(ص) سیمنٹ کے کارخانے
(ط) کاغذ کے کارخانے
(ع) چائے کے باغات اور اس سے متعلقہ چیزیں۔
(ف) ان کے علاوہ اور چیزیں جو اس میں شامل ہونے کے لائق ہوں۔

تنظیمی تبدیلی سے مراد قومیانہ نہیں بلکہ اسلامیانہ:۔

اسلامی حکومت میں انفرادی و اجتماعی بحثوں کے بجائے ملکیت کا صحیح تصور پیدا کیا جائے گا اور تعلیم و تربیت پر زیادہ زور دیا جائے گا۔ صحیح تصور یہ ہے کہ ہر شے کا حقیقی مالک اللہ ہے اور انسان بحثیت امین اس پر قابض ہے یعنی ذرائع پیداوار افراد کے سپرد ہوں یا جماعتوں کے ہوں ان سب کی حیثیت محض امین کی ہے۔ جس کو مالک کے مقرر کردہ قانون کے مطابق استعمال و انتفاع کا حق حاصل ہے اور اسی وقت تک یہ حق حاصل رہے گا۔ جب تک وہ حصول مقصد (خلق خدا کی خوش حالی و فارغ البالی) میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں یا ایس فضا پیدا کرنے میں مددگار بنیں جو عام مخلوق کی خوشحالی و ترقی کی ضامن ہو اسلام میں اس حق استعمال و انتفاع کو حق ملکیت سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ آراضی کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہتے ہیں۔ "**وحق الملک فی الأدمی کونه احق بالانتفاع من غیره**" حق ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنے غیر کے مقابلے میں زیادہ انتفاع کا حق حاصل ہو۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے اخلاقی فضا اور قانون و اخلاق میں باہمی ربط پیدا کیا جائے گا کہ اس کے بغیر مذکور، تنظیمی تبدیلیوں کو نہ اسلامی قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ان سے خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے اگر محض تنظیمی تبدیلی کے ذریعہ معاشی مسائل حل بھی گئے تو اخلاقی اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے بہت سے نفسیاتی مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے جن پر قابو پانا سخت مشکل ہوگا۔ جیسا کہ بعض مسلم ممالک (مصر) وغیرہ میں یہی صورت حال درپیش ہے۔ یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ مذکورہ تنظیمی تبدیلی سے میری مراد قومیانہ نہیں بلکہ اسلامیانہ ہے جس میں اللہ کے سامنے جواب دہی کا تصور ابھرے گا اور حقوق سے زیادہ فرائض پر زور ہوگا۔ بتدریج اجتماعی ملکیت کا یہ مطلب ہے کہ حکومت ان کے لئے لائسنس جاری

کرے گی ان پر عمومی نگرانی قائم رکھے گی اور مدت معینہ کے بعد پیداوار اور انتظام کی جانچ کرتی رہے گی اگر پیداوار میں کمی یا انتظام میں خرابی ہوئی تو اپنے قبضہ میں لینے کی مجاز ہوگی۔

اسی طرح حکومت کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ ان چیزوں کو پرانے کاروبار انفرادی ملکیت میں رہنے دے لیکن نئے کاروبار کا انتظام خود کرلے یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ اشیاء کی مذکورہ فہرست نہ آخری ہے اور نہ کوئی دوسری فہرست کسی وقت آخری ہوسکتی ہے حالات کے لحاظ سے حکومت نئی فہرست بنانے اور پرانی فہرست میں ردوبدل کرنے کا پورا اختیار رکھتی ہے اسی طرح چند معدنیات کو چھوڑ کر انفرادی کو اجتماعی اور اجتماعی کو انفرادی میں تبدیل کرنے کا بھی اختیار رکھتی ہے۔

تیسرے حصے کی تفصیل:۔

3: تیسرے حصے میں چھوٹے پیانے کی صنعتیں اور گھریلوں صنعتیں شامل ہیں۔

(الف) چھوٹے پیانہ کی صنعتوں کے لئے نجی وعوامی کمپنیاں قائم ہوں گی یا وہ انفرادی طور پر انجام پائیں گی ان کے لئے قواعد وضوابط شریعت کی روشنی میں مقرر ہوں گی اور حکومت (بشرط مصلحت) ان کے لئے سرمایہ کی ایک حدود مثلاً **10,20** لاکھ وغیرہ مقرر کرنے کی مجاز ہوگی۔ کہ اس کے بعد یہ انفرادی سے نکل کر اجتماعی میں آسکتی ہے۔

(ب) گھریلوں صنعتوں کے لئے سرمایہ کی حد بندی نہ ہوگی ان میں چونکہ گھر کے اکثر اوقات کام کرتے ہیں باہر کے مزدوروں سے کم کام لیا جاتا ہے اس بناء پر نہ اوقات کار کا تعین ہوپاتا ہے اور نہ کام کی باقاعدہ تنظیم ہوتی ہے حکومت چھوٹی اور گھریلوں صنعتوں کے لئے قرض دے گی اور ہر طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کرتی رہے گی۔

اسی طرح دوسرے اور تیسرے حصے سے (الف) میں حصص کی خرید وفروخت ومسابقت کا سلسلہ بھی جاری رہے گا غرض کہ اس طرح ایک طرف اجتماعیت کا تجربہ ہوگا تو دوسری طرف انفرادیت کو موقع ملتا رہے گا ان میں نہ کوئی آخری شکل ہوگی اور نہ کسی کو ذاتی وقار اقتدار بڑھانے کے لئے باقی رکھا جائے گا کہ وہ تنہا یا جماعتی حیثیت سے سرچشمہ رزق پر قابض ہوکر اللہ کی مخلوق کو غلامی پر مجبور کرسکے۔

حضرت مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب اسٹاک ایکسچینج بازار میں خرید وفروخت کے لئے واسطہ بننے والے ''بروکر'' کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: اس مسئلہ میں جملہ مقالہ نگار حضرات اس بات پر متفق ہے کہ اس کا حکم دلالی کا ہے اور دلالی بالاتفاق جائز ہے۔ لھٰذا جن شیئرز کی خرید وفروخت جائز ہے ان کی خرید وفروخت میں بروکر اور ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرنا بھی درست ہے اور جن شیئرز کی خرید وفروخت جائز نہیں ان کی خرید وفروخت میں بروکر اور ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرنا بھی درست نہیں (اضافہ از ادارہ)

تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ سلام میں پہل کرنا، دوسروں کے مجلس میں جگہ خالی کرنا اور مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا۔ (حضرت عمر فاروقؓ)